مولانا زاہد الراشدی

مجلس احرار اسلام کا نیا دفتر

۱۸/اپریل کو لاہور میں مجلس احرار اسلام پاکستان کے نئے مرکزی دفتر کے افتتاح کی تقریب میں شمولیت کا موقع ملا، یہ دفتر مجلس احرار اسلام نے وحدت روڈ پر نیو مسلم ٹاؤن کی حسین سٹریٹ میں خریدا ہے، دو کنال کے رقبہ پر مشتمل وسیع کوٹھی ہے اور اپنے محل وقوع کے لحاظ سے انتہائی موزوں ہے، اسی گلی میں مسجد عائشہ اور مجلس تحفظ ختم نبوت کا دفتر بھی ہے اور دونوں کو ویگن کا کرم آباد سٹاپ قریب پڑتا ہے ابن امیر شریعت مولانا سید عطاء المحسن بخاری نے احرار کا پرچم لہرا کر دفتر کا افتتاح کیا اور اس موقع پر ایک تقریب بھی ہوئی جس سے سرکردہ احرار رہنماؤں اور ان کے علاوہ مختلف دینی جماعتوں کے زعماء نے خطاب کیا جبکہ ملک کے مختلف حصوں سے آئے ہوئے احرار کارکنوں کی ایک بڑی تعداد نے شرکت کی۔

بیسویں صدی کے تیسرے عشرے کے دوران جب ترکی خلافت عثمانیہ کے خلاف یورپی حکومتوں کی سازشیں صاف طور پر نظر آنے لگیں اور خلافت عثمانیہ کے خاتمہ کے آثار نمودار ہوئے تو برصغیر پاکستان، ہندوستان اور بنگلہ دیش کے مسلمانوں میں اضطراب کی لہر دوڑ گئی، خلافت عثمانیہ نے کم و بیش پانچ سو سال تک عالم اسلام کی قیادت کی ہے اور حرمین شریفین مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ کے ساتھ ساتھ بیت المقدس کی پہرہ داری کا مقدس فریضہ سرانجام دیا ہے۔ مشرقی یورپ، جہاں آج بوسنیا کے بعد کوسوو کے مسلمانوں کا قتل عام ہو رہا ہے اور پیش بین نگاہیں اس کے بعد البانیہ کے مسلمانوں کا نمبر لگتا دیکھ رہی ہیں، اس خطہ میں صلیبی قوتوں کو صدیوں تک خلافت عثمانیہ کے ہاتھوں شرمناک ہزیمت کا سامنا کرنا پڑا ہے یہی وجہ ہے کہ جب یہودیوں نے عالمی سطح پر طے شدہ پروگرام کے مطابق عثمانی خلیفہ سے فلسطین کی زمین کا کچھ حصہ مانگا تاکہ وہاں وہ اپنا مرکز قائم کر سکیں تو خلیفہ عثمانی نے یہودیوں کو زمین دینے سے انکار کر دیا اور کہا وہ یہودیوں کو فلسطین کی ایک انچ زمین دینے کے روادار بھی نہیں ہیں، اس پر یہودیوں نے پینترا بدلا اور صلیبی جنگوں میں مسلمانوں کے ہاتھوں یورپی اقوام کی مسلسل شکستوں کے پس منظر سے فائدہ اٹھاتے ہوئے خلافت عثمانیہ کے خلاف سازشوں کا بازار گرم کر دیا جس کا نتیجہ ہمارے سامنے ہے کہ بیک وقت عربوں اور ترکوں میں قوم پرستی کی تحریکیں کھڑی کر کے خلافت عثمانیہ کا تیا پانچہ کر دیا گیا، عرب ممالک میں ترکی کی خلافت عثمانیہ کے خلاف کام کرنے والے مختلف گروپوں کی پشت پناہی کی گئی، عرب قوم پرستی کے نام سے گروپوں کی پشت پناہی کی گئی، عرب قوم پرستی کے نام سے خطہ عرب سے ترک افواج کو باہر نکال کر چھوٹی چھوٹی نئی عرب حکومتیں قائم کی گئیں اور ان میں سے اسرائیل کے نام سے ایک یہودی ریاست نکال لی گئی جو آج پورے عالم اسلام کے لئے ایک چیلنج کی حیثیت اختیار کر چکی ہے۔

خلافت عثمانیہ کے خلاف یورپی حکومتوں کی بڑھتی ہوئی سازشوں سے مضطرب ہو کر متحدہ ہندوستان میں تحریک آزادی کے قائدین نے تحریک خلافت شروع کی جس کی قیادت مولانا محمد علی جوہر اور مولانا شوکت علی کے ہاتھ میں تھی اس تحریک نے ترکی کی خلافت عثمانیہ کو بچانے میں تو کامیابی حاصل نہ کی البتہ اس جوش و خروش میں برصغیر کے مسلمانوں میں بیداری کی ایک نئی لہر پیدا ہوئی اور تحریک آزادی کو جوش و جذبہ سے سرشار رہنماؤں اور کارکنوں کی ایک تازہ دم

کھیپ مل گئی۔

پنجاب میں تحریک خلافت کے سر کردہ رہنماؤں میں مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی، مولانا سید محمد داؤد غزنوی، چودھری افضل حق اور امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری نمایاں تھے، استنبول میں خلافت عثمانیہ کا خاتمہ ہوا اور مصطفیٰ کمال اتا ترک نے آخری عثمانی خلیفہ کو جلاوطن کر کے خلافت کا باب بند کر دیا تو خلافت کے تحفظ کے لئے متحدہ ہندوستان میں چلائی جانے والی تحریک غیر موثر ہو گئی اس کے ساتھ ہی قومی سطح پر تحریک آزادی کے حوالے سے بعض مسائل پر مرکزی تحریک خلافت اور پنجاب کی تحریک خلافت میں اختلاف نمودار ہونے لگے اور پنجاب کی تحریک خلافت کے لیڈروں نے مرکز سے اپنا راستہ الگ کرتے ہوئے "مجلس احرار اسلام ہند" کے نام سے نیا پلیٹ فارم قائم کر لیا۔ احرار رہنما مکمل آزادی کے جذبہ سے سرشار تھے اور انہیں چودھری افضل حق کا دماغ، مولانا حبیب الرحمان لدھیانوی کا جوش عمل اور امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی ساحرانہ خطابات میسر تھی اس لئے دیکھتے ہی دیکھتے پورے ہندوستان میں احرار کا طوطی بولنے لگا۔

میں احرار میں کبھی شامل نہیں رہا، میری ذہنی و فکری وابستگی شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی کی تحریک سے ہے جس کی نمائندگی جمعیتہ علماء ہند کرتی رہی ہے اور اب رسمی طور پر کسی حد تک جمعیتہ علماء اسلام کر رہی ہے البتہ تاریخ کے ایک طالب علم کے طور پر برصغیر کی تحریک آزادی میں "مجلس احرار اسلام" کے پر جوش کردار کا ہمیشہ معترف رہا ہوں اور تحریک آزادی میں احرار رہنماؤں کو چار باتوں کے کریڈٹ کا مستحق سمجھتا ہوں۔

۱۔ پورے برصغیر بالخصوص پنجاب میں عوامی سطح پر مسلمانوں کو آزادی کی تحریک کے لئے بیدار کرنا احرار رہنماؤں کا ہی کام تھا جنہوں نے اپنی ولولہ انگیز خطابت سے عام مسلمانوں میں آزادی کی خواہش کو ابھارا، انہیں سڑکوں پر لا کر فرنگی حکمرانوں کے خلاف صف آراء کر دیا اور آزادی خواہ راہنماؤں اور کارکنوں سے جیلیں بھر دیں۔

۲۔ انگریز حکمرانوں سے مراعات حاصل کرنے والے طبقوں مثلاً جاگیر داروں، نوابوں اور زمینداروں کے خلاف غریب اور کمزور طبقات میں بغاوت کے جراثیم کی پرورش کی اور انہیں آزادی کی جدوجہد کا حوصلہ بخشا۔

۳۔ آزادی کی جدوجہد میں نہ صرف مذہبی شعور کو اجاگر کیا بلکہ مختلف مذہبی مکاتب فکر کے سر کردہ رہنماؤں کو یکجا کر کے مشترکہ قیادت فراہم کی چنانچہ مجلس احرار اسلام کے اس دور میں مولانا حبیب الرحمان لدھیانوی اور امیر شریعت سید عطاء اللہ بخاری کے ساتھ مولانا سید محمد داؤد غزنوی، صاحبزادہ سید فیض الحسن اور مولانا مظہر علی اظہر صف اول کی قیادت میں دکھائی دیتے ہیں۔

۴۔ فرنگی حکمرانوں نے اس خطہ کے مسلمانوں میں فکری انتشار پیدا کرنے کے لئے قادیانی نبوت کا ڈھونگ رچایا تو اسے بے نقاب کرنے کے لئے اگرچہ علمی حلقوں میں حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیری، حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی اور حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری نے خاصا کام کر لیا تھا مگر عوامی سطح پر سازش کو ننگا کرنے کا سہرا احرار رہنماؤں کے سر ہے جنہوں نے برصغیر کے طول و عرض میں اس فتنہ کے خلاف عوامی نفرت کا طوفان کھڑا کر دیا۔

ایک دور وہ تھا جب پنجاب میں مجلس احرار اسلام سب سے بڑی سیاسی قوت شمار ہوتی تھی اور اگر احرار رہنما یونینسٹ حکومت کی طرف سے "مسجد شہید گنج" کے عنوان سے بچھائے گئے دام ہمرنگ زمین کا شکار نہ ہو جاتے تو جو تھے

عشرہ کے وسط میں ہونے والے انتخابات میں مجلس احرار اسلام پنجاب کی سب سے بڑی جماعت کے طور پر سامنے آتی مگر سر فضل حسین سے منسوب یہ جملہ ایک تاریخی حقیقت ثابت ہوا کہ "میں نے احرار کو مسجد شہید گنج کے ملبے میں دفن کر دیا ہے۔"

احرار کی تاریخ تحریکات کی تاریخ ہے اور تحریک کشمیر سے لے کر تحریک تحفظ ختم نبوت تک پر جوش عوامی تحریکات کا ایک لمبا سلسلہ ہے جس کے تمغوں سے مجلس احرار اسلام کا سینہ مزین ہے حتیٰ کہ احرار کارکنوں کے بارے میں ایک دور میں یہ کہا جاتا تھا کہ کسی احرار اکارکن کی جیب میں پانچ روپے ہوں تو وہ یہ سوچنے لگتا کہ کون سی ریاست کے نواب کے خلاف تحریک چلانی چاہیے۔

تحریک پاکستان میں مجلس احرار اسلام مخالف کیمپ میں تھی احرار رہنماؤں کا اپنا موقف تھا انہوں نے پاکستان کے قیام کی مخالفت کی اور کھل کر کی لیکن جب پاکستان بن گیا تو لاہور میں جلسہ منعقد کر کے احرار قائدین نے کھلے بندوں اپنی شکست تسلیم کرنے کا اعلان کیا اور پھر خود کو پاکستان کے استحکام و سلامتی، اسلامی نظام کے نفاذ اور ختم نبوت کے تحفظ کے لئے وقف کر دیا۔

اس پس منظر میں مجلس احرار اسلام کی طرف سے نئے مرکزی دفتر کے افتتاح کی تقریب میں شمولیت کی دعوت ملی تو اسے قبول نہ کرنا میرے لئے ممکن ہی نہیں تھا۔ یہ دفتر بیرون دہلی دروازہ لاہور میں شاہ محمد غوث کے سامنے احرار کے پرانے دفتر کو فروخت کر کے اس کی رقم سے خریدا گیا ہے وہ پرانا دفتر اب کسی مارکیٹ میں تبدیل ہو جائے گا جہاں بیٹھ کر سید عطاء اللہ شاہ بخاری، چوہدری افضل حق، مولانا حبیب الرحمان لدھیانوی، مولانا سید محمد داؤد غزنوی، مولانا مظہر علی اظہر، آغا شورش کاشمیری، مولانا غلام غوث ہزاروی، صاحبزادہ سید فیض الحسن، شیخ حسام الدین، ماسٹر تاج الدین انصاری، قاضی احسان احمد شجاع آبادی اور مولانا محمد علی جالندھری جیسے زعماء وطن عزیز کی آزادی کی تدبیریں سوچا کرتے تھے اور عوامی تحریکوں کے منصوبے بنایا کرتے تھے، زندہ قومیں ایسی جگہوں کو قومی یادگار کے طور پر محفوظ کر لیا کرتی ہیں مگر ہمیں ابھی "آزادی کی زندگی" ملی کہاں ہے کہ ایسی سوچیں ہمارے ذہنوں تک رسائی حاصل کر سکیں؟ بہر حال مجلس احرار اسلام کو اس نئے دفتر کی مبارکباد دیتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ احرار کا مستقبل اس کے شاندار ماضی کا آئینہ دار ثابت ہو (آمین ثم آمین)

بقیہ ز ص ۷۴

ایمان کا بھر پور اظہار تھا۔ جناب سلہری کٹر مسلم لیگی تھے ان کے سیاسی خیالات سے اختلاف کے باوجود ان کی ایمانی کیفیات کا اعتراف کرنا پڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی لغزشوں کو معاف فرمائے اور عقیدۂ ختمِ نبوت کے طفیل ان کی مغفرت فرمائے (آمین)

اراکینِ ادارہ تمام مرحومین کی مغفرت کے لیے دعا کرتے ہیں اور پسماندگان سے اظہار تعزیت کرتے ہیں۔ قارئین نقیب سے درخواست ہے کہ وہ بھی تمام مرحومین کے ایصالِ ثواب کے لئے دعاء مغفرت کا اہتمام فرمائیں (ادارہ)